غلام احمد قادیانی

THE ALFAZL
QADIAN

الفضل قادیان

اخبار ہفتہ میں تین بار

فی پرچہ تین پیسے

نمبر ۸۳۵ رجسٹرڈ ایل

تار کا پتہ الفضل قادیان

ایڈیٹر غلام نبی

جماعت احمدیہ کا مسلمہ آرگن جسے (۱۹۱۳ء میں) حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفۃ المسیح ثانی نے اپنی ادارت میں جاری فرمایا

جلد ۱۲ | مورخہ ۶ ستمبر سنہ ۱۹۲۴ء | یوم شنبہ | مطابق ۶ صفر سنہ ۱۳۴۳ھ | نمبر ۲۵

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کا تار

بنام مولانا مولوی شیر علی صاحب

لنڈن سے یکم ستمبر کو ۸ بجے شام روانہ ہو کر ۴ ستمبر کو پونے ۹ بجے بٹالہ پہنچا۔ اور خاص آدمی کے ذریعہ بارہ بجے قادیان پہنچا۔

"میں پھر بیمار ہوں۔ اسہال کا سخت حملہ ہوا ہے۔ کام اللہ تعالیٰ کے فضل سے آہستہ آہستہ ترقی کر رہا ہے چونکہ ہم کانفرنس کے مضمون کی نظر ثانی میں ابھی مصروف ہیں۔ اس لئے زیادہ کام نہیں کر سکے بعض بارسوخ اصحاب اور تمام بارسوخ روزانہ اخبارات کے نمائندے ملاقات کے لئے آتے ہیں۔ اور حالات دریافت کئے ہیں۔ اور اخبارات میں نوٹ اور فوٹو شائع کر رہے ہیں۔ ہیضہ کی خبر سنکر فکر ہوا۔ اللہ تعالیٰ تمام احمدیوں کی حفاظت فرماوے۔"

(خلیفۃ المسیح)

نظم

شَاتَانِ تُذْبَحَانِ

(الہام حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام)

غالباً جناب قاضی اکمل صاحب کی یہ پہلی فارسی نظم ہے۔ جو اپنے محترم شہید بھائی نعمت اللہ خان کی شان میں کہی گئی ہے۔ ہمارے دیگر شعراء کو بھی جلد توجہ فرمانی چاہیئے۔ اور اس المناک واقعہ نے ہماری جماعت کے جذبات میں جو ہیجان پیدا کیا ہے۔ اسکی ترجمانی کرنی چاہیئے۔ تاکہ اس قربانی کی قدر و اہمیت اور خدا کی راہ میں استقامت و استقلال کی یہ مثال ہماری جماعت کے ہر ایک فرد کو اچھی طرح ذہن نشین ہو جائے۔ ایڈیٹر

نعمت اللہ خان! شہیدِ اُمتِ احمدؐ نبی
مرحبا صد مرحبا! کارے نمایاں کردۂ

اے "سرت گردم" چہ خوش اعلانِ حق فرمودۂ
ایخنیں کردند مردانِ خدا در ہر صدی

وہ چہ خوش رسمے است غلطیدن بخاک و خونِ خود
صد ہزاراں رحمتے بر جانِ عشاقِ نبی

وحیِ حق دربارۂ شَاتَان گفتہ تُذْبَحَان
ثانیٔ عبد اللطیفؓ و گوسفندے دیگری

خوب قربانی است "قربانت شوم" در راہ حق
نو جوانے خوبرو و خوب خو مولوی

اینچنیں باشند آیا؟ پیروانِ کافرے
اے مکذب! "مولوی گشتی و آگہ نیستی"

قدر تے بنما فرود آ اے قدیر و مقتدر
خونِ ناحق ریخت یک ظالم بصد کبر و منی

اے "فدایت باد" جانِ اکمل رنگیں بیان
شاد رو و شادمان و شاد باش و شاد زی

اخبار احمدیہ

کتب مسیح موعودؑ کا امتحان دینے والوں کا نتیجہ

جن احباب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب اسلامی اصول کی فلاسفی الوصیت وکشتی نوح کا امتحان حال ہی میں تعلیم و تربیت کے محکمہ کے ماتحت دیا تہا۔ ان کے امتحان کا نتیجہ حسب ذیل ہے۔ جو احباب کی اطلاع کے لئے شائع کیا جاتا ہے۔

۱۰۰ نمبر تمام سوالات کے لئے مقرر تھے۔

(۱) محمد عبد القادر صاحب صدیقی نمبر ۹۶ (۲) محمد دین صاحب کھاریاں ۹۳ (۳) ماسٹر نور الٰہی صاحب قادیان ۸۹ (۴) صوفی علی محمد صاحب فیروزپور ۸۵ (۵) محمد عبد الکریم صاحب حیدر آباد ۸۲ (۶) سعد الدین صاحب کھاریاں ۸۰ (۷) رمضان علی صاحب پھیرو چیچی ۸۰ (۸) بابو محمد اسمٰعیل صاحب فیروزپور ۷۹ (۹) حمید احمد صاحب قلعہ درویش ۷۹ (۱۰) فضل احمد صاحب انسپکٹر مدارس جہلم ۷۵ (۱۱) غلام حسن خان صاحب حیدر آباد ۷۲ (۱۲) محمد حسن صاحب کلرک فیروزپور ۷۲ (۱۳) محمد عبد الرشید خان صاحب حیدر آباد ۶۶ (۱۴) محمد سرور الدین صاحب فیروزپورہ ۶۵ (۱۵) غلام نبی صاحب دنجواں ۶۳ (۱۶) احمد جان صاحب فیروزپور ۵۳ (۱۷) مہدی شاہ صاحب بنگہ ۴۷ (۱۸) محمد اعظم صاحب تخت غلام نبی ۴۷ (۱۹) عبد الغنی صاحب کریام ۴۶ (۲۰) میر احمد سعید صاحب حیدر آباد ۴۶ (۲۱) غلام محمد صاحب فیض اللہ چک ۴۴ (۲۲) فضل محمد صاحب جنگا بنگیال ۴۱ (۲۳) نبی بخش صاحب اجمیر ۳۹ (۲۴) سلامت علی صاحب فیروزپور ۳۱ (۲۵) رحیم اللہ صاحب جہلم ۳۰ (۲۶) امیر الدین صاحب محبوب نگری ۱۹

محمد سرور شاہ۔ ناظر تعلیم و تربیت قادیان

جماعت احمدیہ کا اخلاص اپنے امام سے

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی خیر و عافیت کی خبر آنے پر جماعت احمدیہ منصوری کی طرف سے تیس روپے اور جماعت احمدیہ ڈیرہ دون کی طرف سے چھ روپے حضرت امیر مولانا مولوی شیر علی صاحب کی خدمت میں پہنچے۔ کہ غربار کو بطور صدقہ تقسیم کر دئے جائیں۔ جو دیدئے گئے۔

جماعت احمدیہ برنالہ نے حضرت اقدس کے بخیریت لنڈن پہنچنے کی خوشی میں چالیس کے قریب غربار اور بچوں کو کھانا کھلایا۔ اور جماعت احمدیہ ہمیرپال نے بھی اسی خوشی میں مٹھائی تقسیم کی۔

توبہ نامہ

خاکسار نے چند ماہ ہوئے۔ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کی بیعت کی تھی۔ مگر گذشتہ جولائی ۱۹۲۴ء میں شامت اعمال سے جماعت سے علیحدگی اختیار کر لی۔ اب میں اپنی غلطی کا اقرار کرتا ہوں۔ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی میری بیعت منظور فرماویں۔ اور میرے لئے دعا فرماویں کہ اللہ تعالیٰ اب مجھے استقامت عطا کرے۔ محمد صدیق از جلالپور جٹاں

دیگوں کے متعلق قابل توجہ اعلان

مَیں نے الفضل کے کسی گذشتہ نمبر میں تحریک کی تھی۔ کہ جلسہ سالانہ پر دیگوں کے مہیا کرنے میں علاوہ اور مشکلات کے اخراجات کا بہت بڑا بار برداشت کرنا پڑتا ہے۔ اس تکلیف کو دور کرنے کے لئے یہ احسن تجویز ہے کہ ذی استطاعت احباب اپنے مرحوم رشتہ داروں دوستوں اور محسنوں کی طرف سے ان کی رُوح کو صدقہ جاریہ کا ثواب پہنچانے کے لئے ایک ایک دیگ بنوا کر جلسہ سالانہ کے لئے ہم کو دیدیں۔ اور اس دیگ پر اپنا اور مرحوم کا نام لکھوا دیں۔ تاکہ جو پڑھے۔ دعا کرے۔ علاوہ ازیں اگر احمدی انجمنیں بھی ایک ایک دیگ بنوا دیں۔ تو ہماری مشکلات دُور ہو جاویں۔ چنانچہ میری اس تحریک پر مندرجہ ذیل وعدے موصول ہوئے ہیں۔ جو حوصلہ افزا ہیں۔ مَیں ان کو شائع کر کے پھر ایک دفعہ تمام احباب کی خدمت میں بڑے زور سے تحریک کرتا ہوں۔ کہ وہ سوچیں کہ کسی کی مادر مہربان کسی کا شفیق باپ۔ کسی کا محبت کرنیوالا بھائی۔ الفت کرنیوالی بہن۔ کسی کی عزیز اولاد۔ کسی کا محسن کسی کا دوست۔ کسی کی فرمانبردار بیوی۔ غرض ہر شخص کا کوئی نہ کوئی محبوب اس دنیا میں اسے چھوڑ کر چل دیا ہے۔ اب خود مرنیوالے کے اعمال تو منقطع ہو گئے۔ اس لئے ہماری محبت کا تقاضا ہونا چاہیئے۔ کہ اپنے پیاروں کو اس احکم الحاکمین کے دربار میں سرخرو کرنے۔ ان کی روح کو ثواب پہنچانے کے لئے ایسا صدقہ دیں جو جاری ہو۔ اس لئے وہ اصحاب جو بہتر ۷۲ روپیہ کی رقم اپنے ان عزیزوں کی خاطر جو اس فانی دنیا سے جا چکے ہیں۔ خرچ کر سکتے ہیں۔ وہ ضرور ایک دیگ بنوا کر جلسہ سالانہ کے لئے دیں یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ایک دیگ کئی مرحوم رشتہ داروں کی طرف سے بنوا دی جاوے۔ اور دیگ پر لکھدیا جاوے کہ یہ دیگ فلاں صاحب نے اپنے فلاں فلاں مرحوم رشتہ دار کی رُوح کو ثواب پہنچانے کے لئے بنوا کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے لنگر خانہ میں دی۔ ہم کو کم سے کم چالیس دیگوں کی ضرورت ہے۔ جنہیں سے دس دیگوں کے وعدے آگئے ہیں۔ باقی تیس ۳۰ کی ضرورت ہے۔ یہ تعداد زیادہ نہیں۔ صرف دوستوں کی توجہ کی ضرورت ہے۔ اب میں مرنیوالے پیاروں کو یاد کرنے کی ذیل میں وعدوں کی فہرست دیکر اس تحریک کو ختم کرتا ہوں اور دوستوں کی توجہ کا منتظر ہوں۔

(۱) اہلیہ سید محمد اسحٰق خادم جلسہ سالانہ ۱۹۲۴ء - ایک دیگ (۲) جماعت نوشہرہ ۱ (۳) جماعت بغداد ۱ (۴) جماعت شہر سیالکوٹ ۲ (۵) غلام نبی صاحب سرگر امرتسر ۱ (۶) ڈاکٹر فضل کریم صاحب کابل ۱ (۷) محمد فضل حق صاحب کراچی ۱ (۸) میاں نذیر احمد صاحب پسر میاں سراج الدین صاحب ۱ (۹) بابو فضل احمد صاحب راولپنڈی چھاونی ۱۔

(نوٹ) ایک دیگ پر بہتر ۷۲ روپے خرچ آتا ہے۔ امرتسر کٹڑہ جمیل سنگھ میاں غلام نبی صاحب احمدی سرگر یہ کام کرتے ہیں۔ والسلام

سید محمد اسحٰق۔ افسر جلسہ سالانہ ۱۹۲۴ء

(بقیہ صفحہ ۸ کالم ۳)

ایک شخص نے کہا کہ دو بجے میں ہتے ہیں رات کا وقت ہو گیا تہا قبکل عکہ سے ... اس گاؤں میں پہنچے۔ شوکی کے مکان پر گئے۔ مگر .... جواب ملا ...... کہ وہ یہاں نہیں۔ اس کے بعد محمد علی کے پاس گئے۔ اور ...... وہاں سے راتوں رات سمندر کے کنارے کنارے حیفا پہنچے۔ حضرت صاحب اسی ہوٹل یعنی گرانڈ نصار ہوٹل کے کرہ نمبر ۲۲ میں ٹھیرے۔ جہاں پہلے ٹھیرے تھے۔ باقی لوگ دار السرور ہوٹل میں ٹھیرے

حیفا سے پورٹ سعید

صبح کو آٹھ بجے حیفا سے پورٹ سعید کی طرف روانہ ہوئے۔ روانگی سے ایک گھنٹہ پیشتر حضرت صاحب نے شیخ صاحب عرفانی اور چودہری فتح محمد صاحب کو حکم دیا تہا کہ محمد علی کے لڑکے کو کتابیں پہنچا آؤ۔ جو حیفا میں رہتا ہے۔ وہ گئے اور پھر ساتھ نہ مل سکے۔ ان کے آنے سے قبل گاڑی چل دی۔ لُدّ کے سٹیشن پر ہمارے ان بچھڑے ہوئے دوستوں کے متعلق تار آیا۔ تار کا مضمون قنصل جنرل نے حیفا سے ٹیلیفون کیا۔ اور لُدّ کے سٹیشن ماسٹر صاحب سے پوچھا کہ وہ دو آدمی رہ گئے ہیں۔ ان کو پہنچانے کے لئے میں کیا کر سکتا ہوں۔ یہاں سے جواب گیا کہ ایک بجے مال گاڑی حیفا سے چلیگی۔ اس سے انکو بھیجدیا جائے۔

(نوٹ) جس خط سے مندرجہ بالا حالات اخذ کئے گئے ہیں وہ لکھتے لکھتے ۱۲ اگست کو قنطرہ سٹیشن پر ختم کیا گیا۔ اس لئے اسی مقام تک کے حالات

الفضل (بسم اللہ الرحمٰن الرحیم)
یوم شنبہ - قادیان دارالامان - ۶ ستمبر ۱۹۲۴ء

حضرت خلیفۃ المسیح والمہدی ثانی ایدہ اللہ دمشق میں

حکمتِ الٰہی کے ماتحت حضرت خلیفۃ المسیح کا منارۃ البیضا کے پاس نزول

احمدیت کی تبلیغ اور اہلِ دمشق کا ذوق شوق

(مکرم بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانی کے خطوط سے جو انہوں نے اخبار کیلئے نہیں بلکہ اپنے لڑکے شیخ عبدالقادر صاحب کے نام لکھے۔ یہ حالات مرتب کئے گئے ہیں۔ ایڈیٹر)

۷ اگست لوگوں نے اصرار سے درخواستیں کیں۔ اور کر رہے ہیں کہ مبشرین بھیجے جائیں۔ صبح سے شام بلکہ عشار بلکہ رات کے دس بجے تک لوگ حضرت صاحب کی ملاقات کے لئے آتے رہے۔ اور حضور کو دن بھر بولنا پڑا۔ علمار سے گفتگو میں بحث کا رنگ بھی پیدا ہو جاتا تھا۔ امرار شرفا اور مدیران اخبارات سوالات کرتے تھے۔ جن کے جوابات دیئے جاتے تھے۔

حلب کے ایک اخبار کا ایڈیٹر حلب کے ایک مشہور اخبار کے ایڈیٹر بھی اسی ہوٹل میں حضور کے کمرہ کے قریب ٹھہرے ہوئے تھے۔ جو کئی دن سے حضور کی باتیں دور سے سنتے رہے۔ ۷ اگست عصر کے بعد حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور سلسلہ کلام جاری کیا۔ بہت سے سوالات کئے۔ جن کے جوابات پائے۔ بڑا طلق اللسان اور مقرر نوجوان ہے۔ گفتگو کے بعد آخر اس نتیجہ پر پہنچا۔ کہ سیاست تمام مسلمانوں کو ایک ہاتھ پر جمع نہیں کر سکتی۔ کیونکہ مسلمانانِ ہند کی سیاست اور طرز کی ہے۔ ان کو شام کے مسلمانوں کی سیاست سے کوئی واسطہ نہیں۔ اور مسلمانانِ حجاز کی سیاست اور طرز کی ہے۔ ان کی سیاست سے چین کی مسلمان آبادی کو کوئی تعلق نہیں۔ پھر مسلمان چونکہ مختلف ممالک میں رہتے ہیں۔ اور مختلف حکومتوں کے ماتحت ہیں۔ اس لئے ان کا سیاست کے لئے کسی ایک ہاتھ پر جمع ہو جانا ناممکن ہے۔ البتہ مذہب ہی ایک ایسی چیز ہے کہ جس کے ذریعہ مسلمانانِ عالم ضرور ایک ہاتھ پر جمع ہو سکتے ہیں۔ چنانچہ اس اصل کے ماتحت وہ آج (۸ اگست) سلسلہ کے مفصل حالات حافظ روشن علی صاحب سے معلوم کر رہا ہے۔ اور صبح سے ایک بجے کا وقت ہو گیا ہے۔ وہ سلسلہ کی صداقت کے دلائل اور خصوصیات علیحدہ کمرہ میں سن رہا ہے۔

اخبارات کے ایڈیٹر اور مالک دمشق کے بعض اخبارات کے مالک اور ایڈیٹر بھی حضرت صاحب کے حضور آئے اور دیر تک باتیں کرتے رہے۔ حالات معلوم کرتے رہے۔ سمجھدار اور تعلیم یافتہ طبقہ میں اللہ کے فضل سے بڑی دلچسپی لی جا رہی ہے۔ گو علمار کا پہلو زیادہ تر مخالفت کی طرف جھکتا نظر آتا ہے۔ دمشق کے روزانہ اخبارات میں حضرت صاحب اور سلسلہ کے متعلق مضامین اور نوٹ اور مکالمات شائع ہونے شروع ہو گئے ہیں۔

دمشق میں ہلچل شہر میں ایک ہلچل ہے۔ ہوٹل ہر وقت بھرا رہتا ہے۔ صاحب ہوٹل بھی گھبرا گیا ہے کہ اتنے لوگ ہوٹل میں جمع ہو جاتے ہیں۔ میرے دوسرے مسافروں کو تکلیف ہوتی ہے آج اس نے کرسیاں اٹھا لی ہیں۔ اور کہا ہے کہ روزانہ دس پونڈ کرایہ ادا کرو تو رہو۔ ورنہ اپنا انتظام اور جگہ کر لو۔

زاویۃ الہنود کا ملاحظہ رات حضرت صاحب عشار کی نماز کے بعد زاویۃ الہنود میں ان کے ذکر کرنے کا طرز دیکھنے کے لئے تشریف لے گئے۔ ان کے درویش کثرت سے مختلف مقامات پر موجود ہیں۔ دمشق کا زاویہ (تکیہ) تمام شام میں بڑا ہے۔ وہ اپنا ذکر تو کر چکے تھے۔ مگر حضرت صاحب کی خاطر انہوں نے دوبارہ ذکر کرنے کا انتظام کیا۔ حضور کا ان کے بڑے شیخ نے دروازہ پر استقبال کیا۔ تھوڑی دیر ایک دالان میں بیٹھ کر مزاج پرسی ہوئی۔ اور پھر مسجد میں تشریف لے گئے۔ جس کے وسط میں ایک قبر بھی تھی محراب میں ان کا بڑا شیخ بیٹھ گیا۔ اور باقی درویش حلقہ بنا کر اس کے گرد جمع ہو گئے۔ اللہ اللہ کہنا شروع کیا۔ اوّل لاّ ہلاّ ہلاّ کی آواز لمبی معلوم ہوتی تھی۔ بعد میں آہستہ آہستہ تیز ہو گیا۔ جلدی جلدی پڑھنے لگے آخر میں بہت ہی جلدی کرنے لگے۔ کچھ سمجھ میں ہی نہ آتا تھا۔ کہ کہتے کیا ہیں۔ اور اتنے زور سے بولتے تھے کہ خطرہ ہوتا تھا کہ کسی کا سینہ نہ پھٹ جائے۔ تھوڑی دیر ذکر کرنے کے بعد انہوں نے سجدہ کیا۔ پھر کھڑے ہوئے۔ ایک شخص نے خوش الحانی سے قرآن پڑھا۔ اور ذکر ختم ہو گیا۔ ذکر کے بعد حضرت صاحب پھر پہلے دالان میں تشریف لے گئے۔ انہوں نے سب کو قہوہ پلایا۔ حافظ روشن علی صاحب نے مثنوی رومی کے چند شعر پڑھے۔ پھر حضرت مسیح موعود کا عربی قصیدہ سنایا۔ پھر اردو کے چند اشعار مولوی رحیم بخش صاحب اور ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب نے پڑھے۔ ان کا ترجمہ حافظ صاحب نے عربی میں کیا۔ حضرت صاحب نے حضرت مسیح موعود کا دعویٰ انکو سنایا۔ پھر انہیں سے ایک مولوی صاحب نے ایک عربی قصیدہ پڑھا۔ مگر وہ ایسے لہجہ میں تھا کہ جس کی ہم کو کچھ سمجھ نہ آئی۔ وہاں سے واپس آکر رات کے بارہ بجے حضور نے کھانا تناول فرمایا۔

برٹش قنصل کا حضرت صاحب کی ملاقات کے لئے آنا، ۸ اگست کی صبح کو ۸½ بجے چونکہ قنصل برٹش نے حضور کی ملاقات کی غرض سے ہوٹل میں آنا تھا۔ اس لئے رات ہی احکام صادر ہو چکے تھے کہ صبح کو تمام دوست یونی فارم میں ۸ بجے حاضر ہو جائیں۔ چنانچہ اس حکم کی تعمیل کی گئی۔ اور سب دوست یونی فارم پہن کر وقت پر حاضر ہوٹل ہو گئے۔ ملاقات کی غرض سے درمیانی چھت کا سیلون تجویز کیا گیا جس میں ۱۳ کرسیاں بچھائی گئیں گیارہ خدام حضور۔ ایک خود حضرت سیدنا خلیفۃ المسیح والمہدی اور ایک قنصل بہادر کے لئے۔ ذوالفقار علی خان صاحب نے صاحب بہادر کو ریسیو کیا۔ جب حضرت صاحب سے ملے۔ تو حضور نے ہم میں سے ہر ایک سے صاحب بہادر کا انٹروڈیوس کرایا۔ آدھ گھنٹہ تک حضور معہ صاحب بہادر خان صاحب، مولوی رحیم بخش صاحب اور حضرت میاں شریف احمد صاحب ایک کمرہ میں بیٹھے رہے۔ اور مختلف گفتگوئیں ہوتی رہیں۔ آخر صاحب بہادر تشریف لے گئے۔

جامع امویہ کی زیارت حضور تھوڑی دیر بعد جامع امویہ کی زیارت کو تشریف لے گئے۔ خدام ہمرکاب یونی فارم میں ساتھ تھے۔ اور حضور نے عبا زیب تن کیا ہوا تھا۔ جو حضور قادیان سے ساتھ لائے تھے۔ بازاروں میں کثرت ہجوم میں سے حضور کا گزرنا تمام لوگوں کی توجہ کو کھینچتا تھا۔ اور اکثر لوگ تعارف چاہتے تھے۔ جمعہ کا دن تھا۔ نماز جمعہ کیواسطے دیہاتی لوگ اور اور ثواب کے خواہشمند نماز جمعہ کی انتظار کے لئے مسجد میں جمع تھے۔ جوتے ہمارے ایک خادم نے لے لئے اور سب ننگے پاؤں مسجد میں گئے۔ مسجد کے وسط میں ایک حجرہ کے اندر ایک قبر کی طرف اشارہ کر کے ایک شخص نے عرض کیا کہ حضرت یحییٰ کی قبر ہے حضور زیارت کریں گے؟ حضور نے فرمایا ہم اس بات پر اعتقاد نہیں رکھتے۔ یہ صحیح نہیں کہ یہاں حضرت یحییٰ کی قبر ہے۔ وہ تو القدس میں فوت ہوئے اور وہیں انکی قبر ہے بعض لوگوں نے اور ایسی ہی روایات کی طرف متوجہ کرنا چاہا۔ مگر حضور نے پسند نہ کیا

اور مسجد کے اندر کے حصہ میں سے گذرتے ہوئے مغرب سے مشرق کی جانب تشریف لے گئے۔ اور وسعت کو دیکھ کر فرمایا یہ مسجد ہے۔ یہاں یقیناً صحابہ رضی اللہ عنہم نے نمازیں پڑھی ہیں۔ مسجد کی عمارت اور وسعت سے پتہ لگتا ہے کہ اس زمانہ میں کس قدر لوگ نماز کے پابند تھے۔ حضور نے اندازہ کرایا۔ تو معلوم ہوا کہ کم از کم تین سو آدمی ایک صف میں کھڑا ہو سکتا ہے۔ اور بیس سے زیادہ صفوف مسجد کے تینوں حصوں میں کھڑی ہو سکتی ہیں۔ چھ یا سات ہزار آدمی مسجد کے اندر نماز ادا کر سکتا ہے۔ اور اسی قدر صحن میں۔ گویا قریباً پندرہ ہزار آدمی ایک وقت میں نماز ادا کر سکتا ہے۔

مسجد کی چھت بہت بلند اور شاندار ہے۔ خوبصورت زری کا کام کیا ہوا ہے۔ ایک بلند بالا گنبد بہت ہی شاندار معلوم ہوتا ہے۔ دو مینار ہیں۔ ایک جانب شمال دوسرا شرقی کونہ پر۔ شمالی مینار پر اذان کہی جاتی ہے۔ اور دوسرا بالکل بند پڑا ہے۔ اس پر چڑھنے کی کسی کو اجازت نہیں۔ کہتے ہیں۔ کہ اس کو حضرت مسیح ؑ کے نازل ہونے کے واسطے ریزرو رکھا ہوا ہے۔ ان میں سے کوئی مینار سفید نہیں۔ نہ شمالی نہ شرقی۔ بلکہ دونوں رنگدار اور سرخی مائل ہیں۔

منارۃ البیضاء کے پاس نزول

منارہ بیضاء فی الحقیقت وہی منارہ ہے۔ جہاں اللہ تعالیٰ نے مصلحت تامہ کے ماتحت حضرت خلیفۃ المسیح والمہدی کو ان دنوں ٹھہرایا ہے۔ اور حقیقتاً یہی بات ہے۔ کہ اس ہوٹل سنترال میں اللہ تعالیٰ نے ہی قیام کے لئے سامان کر دیئے جس کے بالکل ملحق (درمیان میں صرف ایک بازار ہے) جانب غرب ایک مسجد کا منارہ ہے۔ اور وہ بیضاء ہے۔ حضور کا منشا تھا۔ اور اس منشا کو پورا کرنے کی غرض سے شہر کے قریباً تمام ہی حصص کو ٹٹولا گیا۔ اور کوشش کی گئی۔ کہ کسی طرح سے حضور کا منشاء پورا ہو۔ اور وہ منشا یہ تھا۔ کہ کسی معزز اور آباد حصہ شہر میں شریفانہ مقام پر جائے قیام مل جائے۔ خدیویہ ہوٹل میں سب سے پہلے حضور کو لایا گیا۔ مگر وہاں جگہ نہ تھی۔ اور ہر اد کوشش کی گئی۔ مگر جگہ نہ ہی ملی۔ رات حضور نے وکٹوریہ ہوٹل میں گذاری اور وہ بھی عارضی طور پر۔ صبح کو تمام خادم ہوٹل یا مکان کی تلاش میں نکلے۔ بہت کوشش کی مگر کوئی جگہ نہ ملی۔ سنترال ہوٹل میں بھی گئے۔ مگر صرف ایک کمرہ تھا۔ جس میں تین چار پائیاں تھیں اور وہ حضور کے مناسب حال نہ تھا۔ کیونکہ علیحدگی نہ تھی۔ آخر جب کوئی صورت نہ بنی۔ تو اس خیال سے کہ صرف ایک دن گذارنے کے لئے اس میں ٹھہر جائیں۔ حضور ٹھہر گئے۔ خیال یہ تھا۔ کہ خدیویہ ہوٹل جو نسبتاً زیادہ صاف ہے۔ اس میں جگہ مل جائیگی۔ جیسا کہ اس کے منیجر نے وعدہ کیا تھا۔ مگر کوئی جگہ خالی نہ ہوئی۔ اور معلوم ہوا۔ کہ تمام ہوٹل بھرے پڑے ہیں۔ اور مسافر زیادہ آ رہے ہیں۔ آخر مجبوراً اس سنترال ہوٹل میں ہی رہنا پڑا۔ جس میں آخر فضل کی کوشش سے ایک الگ کمرہ حضرت صاحب کے واسطے بھی مل گیا۔ ایک حصہ قافلہ کا اس میں یعنی صرف تین بزرگ اور حضرت صاحب۔ دوسرا حصہ دار السرور میں ٹھیرا۔ جو ۹ کس پر مشتمل تھا۔ یہ علیحدگی اور جدائی اور تفریق حضور کو ہرگز پسند نہ تھی۔ مگر مجبوراً ایسا ہی کرنا پڑا۔ اور اس وقت کسی کو بھی خیال نہ تھا۔ کہ یہ کیوں ہو رہا ہے جب مولوی صاحبان آنے لگے۔ مباحثات کا بازار گرم ہوا۔ سوال و جواب کا سلسلہ جاری ہوا تو حضرت صاحب نے پوچھا۔ منارۃ البیضاء مسجد جامع اموی میں ہے بھی یا نہیں۔ تو معلوم ہوا کہ کوئی منارہ منارۃ البیضاء کہلانے والا موجود نہیں ہے۔ چنانچہ ایک دن کی گفتگو میں حضرت صاحب نے ایک مولوی صاحب کو کہا بھی۔ کہ دکھاؤ۔ وہ منارہ بیضاء ہے کہاں۔

۱۰ اگست کی صبح کو حضور نے نماز صبح اسی ہوٹل میں خدام ہمرکاب کے ساتھ پڑھی۔ سلام پھیرا۔ تو منارہ مسجد کی طرف نظر پڑی جو بیضا تھا۔ اور حضور اس کے مشرقی جانب سنترال ہوٹل میں ٹھیرے ہوئے تھے۔ معاً اللہ تعالیٰ نے دل میں ڈالا۔ کہ یہی وہ منارۃ البیضاء ہے۔ جس کے متعلق وارد ہے۔ کہ مسیح عند منارۃ البیضاء نازل ہوگا۔ سو حضرت مسیح موعود کے خلیفہ۔ حضور کے لخت جگر اور حسن و احسان میں حضرت مسیح موعود کے نظیر کا اس مقام پر نازل ہونا خود حضرت مسیح موعود ؑ کا ہی نزول تھا۔ اور یہی اس حدیث کے معنے ہیں۔ جو واقعات کے مطابق ثابت ہوئے۔ اور حدیث نبوی پوری ہوئی۔ جامع مسجد اموی کے صحن سے منارہ شرقی کے اوپر کا حصہ نظر آتا تھا۔ حضرت میاں شریف احمد صاحب نے اس منارہ کا فوٹو مسجد کے شمالی جانب کے برآمدے میں کھڑے ہو کر لیا۔ اور بعد میں ایک فوٹو حضرت صاحب کا مع خدام اسی مسجد اموی کے صحن میں ایک قطار میں لیا گیا۔ جس کے بعد حضور وہاں سے مع خدام واپس مکان میں تشریف لے آئے۔

ملک شام کے گورنر سے ملاقات

اس کے بعد حضور ملک شام کے گورنر صاحب کی ملاقات کے لئے تشریف لے گئے۔ جس کیلئے گیارہ بجے کے بعد کا وقت مقرر تھا۔ پہلے جس گورنر کی ملاقات کا ذکر کیا گیا ہے۔ وہ صرف ضلع دمشق کے گورنر تھے اور یہ صاحب تمام شام کے گورنر ہیں۔ ان کا نام صبحی بیگ ہے۔ عرب النسل کے مسلمان ہیں۔ اور بڑے سمجھدار اور ذکی آدمی ہیں۔ سلسلہ کا بھی ان سے حضرت صاحب نے ذکر کیا۔ اور تبلیغ کے متعلق بھی بعض اہم امور کا ذکر ہوا۔ اس وقت گورنر صاحب کے پاس چند علما اور رؤسا بھی موجود تھے۔ جن میں سے بعض نے ہماری مخالفت کی۔ اور کہا۔ ان لوگوں کو یہاں داخل نہیں ہونے دینا چاہیئے۔ اور بہت کچھ شور مچایا۔ مگر ایک صاحب جو ایک جلیل القدر عہدہ پر مامور ہیں۔ جوش کے ساتھ کھڑے ہو گئے۔ اور مخالف علماء کو مخاطب کر کے کہا۔ کہ تم لوگ اسمٰعیلیوں اور بابیوں کو تو اپنے ملک میں آنے دیتے ہو۔ اور ان کا زہر پھیلنے دیتے ہو۔ مگر نہ آنے دو۔ تو ایک ایسی جماعت کو جو جان اور مال سے اسلام کی خدمت کرتی۔ اور اس غرض کیلئے گھروں سے بے گھر ہو کر پھرتی ہے۔ اور کسی سے کچھ نہیں مانگتی۔ ان صاحب کی تقریر ایسی جوشیلی اور پر زور تھی۔ کہ سب مخالف دب گئے۔ اور کوئی جواب نہ دے سکے۔

چھوٹا گورنر اور سلسلہ کا لٹریچر

غرض گورنر صاحب بہادر سے ملاقات اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت کامیاب ہوئی۔

چھوٹے گورنر صاحب نے حضرت صاحب سے سلسلہ کا لٹریچر مانگا تھا۔ مگر چونکہ لٹریچر ساتھ نہ تھا۔ صرف اسلامی اصول کی فلاسفی پاس تھی۔ اس کی ایک جلد بھیج دی گئی۔ مگر اس نے تحفہ شاہزادہ ویلز کا ذکر سن کر اس کے لئے بہت اشتیاق ظاہر کیا۔ اور جب بتایا گیا۔ کہ وہ انگریزی میں ہے۔ تو بہت افسوس کیا۔ مگر ساتھ ہی کہا۔ کہ انگریزی ہی بھیج دیں۔ میری لڑکی انگریزی جانتی ہے۔ وہ پڑھیگی۔ چنانچہ تحفہ ویلز بھی دیدیا گیا۔

فرنچ اعلیٰ افسر سے ملاقات

ان اعلیٰ حکام کے علاوہ حضرت صاحب یہاں کے اعلیٰ فرنچ آفیسر سے بھی ملے۔ یہ ملاقات بھی خدا تعالیٰ کے فضل سے بہت کامیاب ملاقات ہوئی۔ دوران گفتگو میں ترجمان نے حضرت صاحب کے متعلق معمولی الفاظ استعمال کئے۔ تو حاکم نے اسے سختی سے ٹوکا۔ اور کہا یہ ہندوستان کے بہت بڑے مذہبی پیشوا اور مشہور ریفارمر ہیں۔ ان کا نام ادب و احترام سے لینا۔ اور ان کے مرتبہ اور درجہ کا خیال رکھنا چاہیئے۔

خدا تعالیٰ کی خاص تائید و نصرت

غرض کون کونسی بات لکھوں۔ اور اصل تو یہ ہے۔ کہ میں الفاظ میں خدا تعالیٰ کی اس تائید اور نصرت کو بیان ہی نہیں کر سکتا۔ جو یہاں شامل حال ہوئی۔ اور جس کی وجہ سے ہر رنگ اور ہر طریق سے بے نظیر کامیابی حاصل ہوئی۔ مختصر یہ کہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح والمہدی کی ان علاقہ جات میں تشریف آوری نہایت ہی کامیاب ثابت ہوئی۔ بڑے بڑے لوگوں کو سلسلہ کا علم ہو گیا۔ اس کی اہمیت

اور عظمت قائم ہوگئی۔ اور اس طرح قائم ہوئی ہے کہ اگر ہزار مبلغ بھی آتے۔ تو بھی یہ بات پیدا ہونی مشکل تھی۔

دمشق میں کیونکر شہرت ہوئی

حضرت صاحب جب دمشق میں پہنچے۔ اور دوسرے دن تک لوگوں کی آمد و رفت شروع نہ ہوئی۔ تو حضور نے دعا کی۔ کہ اللہ تعالےٰ ان لوگوں کے دلوں میں تحقیق حق کا جوش پیدا کرے۔ اس پر حضور کو یہ الہام ہوا۔ عبد مکرم۔ اس کے بعد خدا تعالےٰ نے لوگوں کو متوجہ کرنے کے لئے جو جو سامان کئے۔ اور لوگوں میں جس طرح ہلچل مچی۔ اس کا مختصراً ذکر کرتا ہوں۔ حضرت صاحب کی تشریف آوری کا اعلان اخبارات میں ہوا۔ بعض مولوی صاحبان حضور سے مل کر سلسلہ کے حالات سے واقف ہوگئے۔ بعض ایڈیٹروں اور بعض علماء کو حضور کے خدام گھروں پر جا کر سلسلہ کی تبلیغ کر آئے۔ اکثر لوگوں سے گفت و شنید بازاروں اور ہوٹلوں میں کی گئی۔ اور اس طرح دمشق میں احمدیت کے متعلق عام چرچا ہوگیا جماعت احمدیہ کی خدمت اسلام اور تبلیغ و اشاعت کے کام کو محبت کی نظر سے دیکھا۔ اور شوق سے سنا گیا۔ جامع امویہ میں ہم لوگ جمعہ کی نماز سے تھوڑی دیر ہی پہلے جب کہ اذان ہو چکی تھی۔ ہو آئے۔ جہاں اکثر عوام اور بہت سے مولوی صاحبان جمع تھے۔ پھر جامع امویہ میں خطیب نے ہمارے متعلق ذکر کر کے اور بھی شہرت کر دی۔ خطبہ جمعہ میں اسے نے ہمارے متعلق اعلان کیا۔ گو مخالفت کی۔ اور سخت سست کہا۔ مگر بہر حال اشتہار دے دیا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ بہت سے لوگ اور کئی مولوی محض خطبہ جمعہ میں ہمارا ذکر سن کر ہوٹل میں آملے اور آج ۸ ر اگست اتنے لوگ آئے۔ کہ ہوٹل میں کوئی کرسی باقی نہ رہی۔ اور اکثر لوگ کھڑے ہو کر گفتگو سنتے رہے۔ حافظ روشن علی صاحب صبح سے تبلیغ میں الگ مشغول ہیں۔ حلب کے ایڈیٹر صاحب کو سلسلہ کے متعلق اکثر حصہ دلائل لکھا چکے ہیں ❊

حمص کا ایک معزز آدمی

حمص کا ایک معزز آدمی حضرت صاحب کی تقریریں اور مباحثے سن کر اور چاروں طرف سے مولویوں کے اعتراضات کرنے اور حضور کی طرف سے نہایت حوصلہ اور اطمینان کیساتھ مدلل جواب سن کر حضور سے اخلاص ظاہر کر رہا ہے۔ اور بعض اوقات لوگوں کو ڈانٹتا ہے۔ کہ یہ کیا تہذیب ہے۔ کہ ایک شخص سے ایک آدمی گفتگو نہیں کرتا۔ بلکہ چاروں طرف سے بولنے لگتے ہو۔ یہ شخص اپنے علاقہ میں بہت بڑا آدمی ہے۔ اور سلسلہ سے بہت محبت ظاہر کر رہا ہے۔

گفتگو میں ادب

کیا مولوی۔ کیا امرا اور شرفا۔ کیا طلباء سب گفتگو اور مباحثات میں حضور کو استاذ۔ یا استاذ۔ استاذ الاکبر کہکر پکارتے رہے ❊

شیعہ فرقہ کے لوگوں سے گفتگو

شیعہ فرقہ کا بڑا مفتی۔ اور کئی بڑے بڑے علماء آئے۔ جن میں سے ہر ایک یہ ارادہ لے کر آیا تھا۔ کہ کسی رنگ میں حضرت صاحب کو یا حضور کے غلاموں کو بحث میں شکست دیں۔ کوئی لغت کا سہارا لے کر آیا تھا۔ کوئی محدثیت دانی کے گھمنڈ میں آیا تھا۔ کوئی فلسفہ کوئی منطق اور کوئی صرف و نحو کی قابلیت لیکر آیا تھا۔ مگر ان کو معلوم نہ تھا۔ کہ یہاں اللہ تعالےٰ نے ہر قسم کے علوم کو اصحاب مسیح موعود کا۔ ایسا غلام بنا رکھا ہے۔ کہ کسی کو حضرت خلیفۃ المسیح تو کیا۔ حضور کے غلاموں کا مقابلہ کرنے کی بھی طاقت نہیں۔ چنانچہ جو اس ارادہ سے مقابلہ کے لئے آتا۔ وہ نادم اور شرمندہ ہو کر جاتا ❊

دمشق کے ایک اخبار کی رائے

علماء کی اس بے بسی کے متعلق دمشق کے اخبار الف با نے اپنے ۸ ر اگست کے پرچہ میں نوٹ لکھتے ہوئے۔ حضرت خلیفۃ المسیح والمہدی کی نسبت لکھا۔ کہ "آپ میدان میں ایک کامیاب جرنیل یا شیر بہادر کی طرح چاروں طرف کے حملوں کا کامیابی کے ساتھ جواب دیتے رہے۔ اور آپ نہایت فصیح عربی میں کلام کرتے تھے معلوم ہوتا ہے۔ اس بات نے اس پر ایسا اثر کیا کہ اس نے حضرت خلیفۃ المسیح والمہدی کو ہی مسیح موعود اور مہدی موعود سمجھ لیا۔ اور تمام دعاوی آپ کی طرف منسوب کر دیئے۔ جس کی اصلاح کرا دی گئی۔

لوگوں کی کثرت

۷ ر اگست کو ہوٹل میں ایک اور کمرہ ایک پونڈ روزانہ کرایہ پر لیا گیا۔ مگر آج (۸ ر اگست) اس میں بھی گنجائش نہ رہی۔ تو خود لوگوں نے مینجر ہوٹل سے جا کر کہا۔ کہ ہمیں اجازت دو کہ ڈرائنگ روم میں بیٹھ کر کچھ باتیں کریں۔ مینجر نے اجازت دے دی۔ پھر وہ بڑا کمرہ بھی لوگوں سے بھر گیا کرسیوں پر جگہ نہ رہی۔ تو لوگ کھڑے سنتے رہے

زیر بحث مسائل

ہر قسم کے مولویانہ اعتراضات کئے گئے وفات مسیح سے لے کر ختم نبوت اور نبوت حضرت مسیح موعود اور صداقت مسیح موعود۔ الہام اور وحی کے نزول تک تمام مسائل پر ہر رنگ میں گفتگو ہوتی رہی۔ جس سے نوجوان اور تعلیم یافتہ طبقہ خاص طور پر متاثر تھا۔ خصوصاً اس وجہ سے کہ حضور اہل زبان نہ ہونے کے باوجود نہایت فصیح عربی میں تقریر فرماتے۔ اور چاروں طرف کے اعتراضات کے مدلل جواب دیتے تھے ❊

ایک مولوی کو ڈانٹ

اسی دوران میں ایک مولوی دو اور بڑھے مدرسوں کو لے کر آیا۔ اور نہایت زبان درازی سے گفتگو کرنے لگا۔ حضور بڑے تحمل سے جواب دیتے رہے۔ لیکن اس نے درشت کلامی میں بڑھتے ہوئے۔ سامعین کو دھوکہ دینے کے لئے حضور کی طرف غلط باتیں منسوب کرنا شروع کر دیں۔ اس پر حضور نے اسے فرمایا۔ تمہیں معلوم ہونا چاہیئے۔ کہ تم کسی شاگرد سے باتیں نہیں کر رہے۔ بلکہ ایک سلسلہ کے امام سے باتیں کر رہے ہو۔ جس کے شاگرد بھی تم کو سبق دے سکتے ہیں۔ یہ بدخلقی تم میں شائد اس وجہ سے ہے۔ کہ تم لڑکوں کے مدرس ہو۔ اس پر وہ سخت نادم ہوا۔ اور بڑبڑاتا ہوا اٹھکر چلا گیا۔ اس کے جانے کے بعد باقی لوگ بہت محبت سے گفتگو کرتے رہے ❊

ایڈیٹروں کی ملاقات

اخبار المقتبس کے ایڈیٹر صاحب معہ تین اور ایڈیٹروں یا نائب ایڈیٹروں کے حضور سے ملے۔ حضور کے اس سفر کی غرض پوچھی۔ جو حضور نے ابتدا سے لے کر انتہا تک عربی زبان میں اسے نوٹ کرا دی۔ سیاست کے متعلق سوالات کئے۔ ہندوستان میں مسلمانوں کی حالت۔ جماعت احمدیہ کی حالت نظام۔ طرز کار۔ چندوں کی فراہمی۔ زکوٰۃ کی وصولی کا انتظام۔ اخراجات کا طریق۔ غرباء کی امداد غرض حضور نے مفصل طور پر ہر شعبہ کا طریق عمل لکھایا ❊

اس طبقہ کے لوگ بہت معقول ہیں۔ اور بڑے بڑے آدمی ہیں۔ علماء کو حقارت کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ اور ان کی مجلس میں بیٹھ کر بات کرنا یا سننا بھی پسند نہیں کرتے ❊

مولویوں کی مخالفت

ہماری طرف لوگوں کے رجوع کو دیکھ کر مولوی طبقہ کے لوگوں کو فکر پڑ گئی ہے۔ اور وہ لوگوں کو روکنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ مگر خدا کے کام کو کون روک سکتا ہے۔ حضرت صاحب اللہ تعالےٰ کے فضلوں کی بارش پر خوش ہیں۔ اور فرماتے ہیں۔ کہ اس علاقہ میں سے کامیابی کی خوشبو آتی ہے ❊

حافظ روشن علی صاحب کی تقریر

آج (۹ ر اگست ۱۹۲۴ء) صبح سے علماء طلباء امراء اور شرفا آ رہے ہیں۔ حافظ صاحب نیچے کے کمرہ میں بیٹھے تقریر کر رہے ہیں۔ لوگ سوال کرتے ہیں۔ جن کے جواب دیئے جاتے ہیں۔ اور آج خاص طریق

تبلیغ اللہ تعالیٰ نے حافظ صاحب کو بتایا ہے۔ سب علماء خاموش ہیں۔ سب اُمراء اور شرفاء ہمہ تن گوش ہیں۔ تین گھنٹے ہو چکے ہیں۔ اکثر لوگ کھڑے تقریر سن رہے ہیں۔

دوسری طرف حضرت صاحب بعض علماء سے پرائیویٹ ملاقات کر رہے ہیں۔ اور ایک مولوی صاحب ملاقات کے انتظار میں دروازہ پر بیٹھے ہیں ؛

اہل دمشق کے لئے پیغام اور اس کی اشاعت میں روک

حضرت صاحب نے اہل دمشق کے لئے ایک پیغام لکھا تھا۔ جو مطبع میں چھپنے کے لئے دیا گیا تھا۔ آج صبح وہ لینے کے لئے گئے۔ تو معلوم ہوا۔ کہ اس کے لئے اول پریس برانچ کے افسروں سے اجازت لینی ضروری ہے۔ گورنر صاحب کی خدمت میں عرض کیا گیا۔ تو انہوں نے کہا کہ مفتی صاحب مضمون دیکھ کر اس کی اشاعت کی اجازت دیں۔ تب شائع ہو سکیگا مفتی صاحب سے پوچھا گیا۔ تو انہوں نے کہا۔ دو تین دن میں پڑھ سکوں گا۔ اور پھر فیصلہ کروں گا۔ اس کے بعد پھر گورنر صاحب سے عرض کیا گیا۔ اسی وقت مفتی صاحب وہاں پہنچ گئے تھے۔ گورنر صاحب کے حکم سے انہوں نے سارا ٹریکٹ پڑھا۔ اور پڑھکر کہا یہ ہمارے عقائد کے خلاف ہے۔ اس کی اشاعت کی میں اجازت نہیں دوں گا۔ شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری جو اس بارے میں گفتگو کرنے گئے ہوئے تھے۔ انہوں نے یہ بھی کہا۔ کہ جب مذہبی آزادی ہے۔ تو کیوں ایک مذہبی ٹریکٹ کو روکا جاتا ہے۔ مگر اجازت نہ ملی ؛

دمشق کے پوسٹماسٹر صاحب

سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب کے ایک دوست عبدالرحیم آفندی بیروتی پوسٹماسٹر دمشق نے جو سید صاحب کے بہت مداح ہیں۔ آج حضرت صاحب سے ملاقات کی اور احمدیت کے متعلق گفتگو کرتے رہے ؛

انبوہ خلائق

آج ہوٹل میں لوگوں کی اس قدر بھیڑ رہی۔ کہ ہوٹل والا چلا اٹھا۔ آخر تنگ آکر اس نے ہوٹل کا دروازہ بند کر دیا۔ لوگ دروازہ پر اس کثرت سے جمع ہیں۔ کہ دروازہ ٹوٹنے کا اندیشہ ہو گیا۔ علماء کثرت سے جمع ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ عوام کو چھوڑ کر ہم سے گفتگو کریں۔ بعض تو بمنت یہ کہہ رہے ہیں۔ کہ دس منٹ ہی دے دئے جائیں۔ اور بعض تو یہاں تک کہہ رہے ہیں۔ کہ زیارت ہی ہو جائے۔

ادہر عوام اور نوجوان طبقہ نہیں چاہتا کہ حضرت حافظ صاحب اپنی تقریر بند کریں۔ جسے شروع ہوئے کئی گھنٹے ہو چکے ہیں۔ غرض عجیب سماں ہے تبلیغ کا حق آج دمشق کی سرزمین میں پورے طور پر ادا کیا جا چکا ہے۔ ثمرات اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہیں۔ تمام دمشق میں ایک ہیجان ہے۔ اور لوگ سنٹرال ہوٹل کی طرف دوڑے آ رہے ہیں۔ بڑے بڑے علماء جو کبھی گھروں سے نکلنا بھی گوارا نہ کرتے تھے۔ حضرت صاحب کے دروازہ پر جمع ہیں۔ اور منتظر ہیں۔ کہ کسی طرح چند ہی منٹ ان کو مل جائیں۔ یہ بھی نہیں تو زیارت ہی ہو جائے۔ سارے شام کا ایک خاص آدمی شیخ توفیق ایوبی دروازہ پر ہے۔ اور درخواست کرتا ہے کہ چند منٹ کیواسطے ملاقات کا موقع دیا جائے۔ ان کا ایک شاگرد حضرت صاحب سے گفتگو کر رہا ہے۔ مگر یہ امر بھی خلاف اخلاق ہے کہ ایک بڑے آدمی کی خاطر چھوٹے کی دل شکنی کی جائے۔ جبکہ وہ پہلے وقت لے چکا ہے اب جناب ایوبی صاحب نے اپنے شاگرد کے نام رقعہ لکھا ہے۔ کہ ہم باہر بیٹھے ہیں۔ ہمیں بھی وقت لینے دو ؛

مختلف مسائل پر گفتگو

کچھ دیر کے بعد حضرت صاحب باہر تشریف لے آئے بالائی ڈرائنگ روم میں علماء اور اس مفتی صاحب کے لڑکے سے جس نے ہمارے اشتہار کی اشاعت روک دی ہے گفتگو شروع ہو گئی۔ کسر صلیب۔ قتل خنزیر اور جزیہ دور کرنے کی حقیقت حضرت صاحب نے ان کو سمجھائی۔

ہوٹل میں پولیس

لوگوں کی کثرت دیکھ کر پولیس ہوٹل میں پہنچ گئی ہے۔ اور لوگوں کو داخلہ سے روکتی ہے۔ ہوٹل کے مینجر نے یہ نوٹس دیدیا۔ کہ دو گھنٹہ کے اندر اندر میرا ہوٹل خالی کر دو۔ میں روپیہ کی پروا نہیں کرتا۔ اگر آپ ایک سو پونڈ بھی روزانہ دیں۔ تو میں منظور نہ کروں گا۔ کئی سو آدمی ہوٹل کے دروازہ پر جمع ہے۔ اور دروازہ توڑنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ جنہیں پولیس کے سپاہی روک رہے ہیں۔ پولیس کہتی ہے کہ لوگ ہجوم کر کے آپ لوگوں کے خلاف آئے ہیں۔ مولویوں نے انکو ورغلایا ہے۔ اور جمع کر کے لائے ہیں۔ اور دروازہ اسلئے توڑنا چاہتے ہیں کہ آپ پر حملہ کریں۔ مگر خدا کی شان ہے۔ مولوی کس نیت سے آتے ہیں۔ اور خدا کیا سامان پیدا کرتا ہے۔ حضرت صاحب نے ہوٹل کی بالائی منزل کی گیلری سے ہجوم کو دیکھا اور السلام علیکم کہا جس کا جواب ہجوم نے وعلیکم السلام دیا۔

اس ہجوم کے متعلق بھائی جی اپنی یہ رائے ظاہر کرتے ہیں کہ۔ میرا تو یہی خیال ہے کہ یہ لوگ حضرت صاحب کو دیکھنے اور باتیں سُننے کے لئے آئے تھے۔ لیکن جب ہوٹل والوں نے روکا۔ تو وہ جوش میں آ گئے۔ اور اندر آنے کی کوشش کرنے لگے ؛

مولوی شکل لوگوں کے سوا باقی لوگ ہم سے محبت کرتے اور اظہار اخلاص کرتے ہیں۔ باہر سے ذوالفقار علی خان صاحب اسی ہجوم سے گذر کر آئے تو نہایت خوش اسلوبی سے انہیں راستہ دیدیا گیا۔ حتیٰ کہ بعض نے ان کے ہاتھ چومے چودہری علی محمد صاحب آئے۔ تو کسی نے تعرض نہ کیا۔ اور راستہ چھوڑ دیا۔ میں باہر گیا اور آیا۔ تو کوئی ذرا بھی تکلیف نہ ہوئی ؛

حضور نے کھانا کھا کر نمازیں جمع کر کے پڑھائیں۔ اور لوگ پھر ہوٹل کے بالائی ڈرائنگ روم میں جمع ہونے شروع ہو گئے۔ مگر صرف معززین جن کو پولیس نہ روکتی تھی۔ اور ہوٹل والے بھی منع نہ کرتے تھے۔ ان لوگوں کا ایک معقول مجمع بیٹھا ہے۔ اور حضرت صاحب مختلف مسائل پر تقریر فرما رہے ہیں۔ ہوٹل والے نے پھر شور مچانا شروع کر دیا کہ میرا کمرہ خالی کر دو۔ مگر ہوٹل کے مسافروں نے اس کو سمجھا بجھا کر ٹھنڈا کیا ؛

ہوٹل کا نقصان

ہوٹل والے نے کہا کہ میرا نقصان ہو گیا ہے۔ لوگوں نے دروازہ توڑ دیا ہے۔ اور بعض شیشے بھی ٹوٹ گئے ہیں۔ اس سے کہا گیا کہ اگر واقعی تمہارا کچھ نقصان ہماری وجہ سے ہوا ہے تو ہم دیدینگے۔ مگر مناسب ؛

لٹریچر کا اشتیاق

نوجوان اور تعلیم یافتہ پارٹی بہت ہی شوق ملاقات اور عقیدت رکھتی ہے۔ اور کتابوں کے لئے درخواست کرتی ہے۔ ہوٹل والا ہماری وجہ سے بہت ہی تنگ تھا۔ جو نصرانی ہے۔ مگر اس نے بھی ایک کتاب بہت اصرار سے اپنے پڑھنے اور اپنے ہوٹل کی لائبریری میں رکھنے کے لئے لی۔ اور حضرت صاحب سے دستخط کرا کر لی۔ جس پر حضور نے لکھا ہے کہ میں نے مینجر ہوٹل کو یہ کتاب پڑھنے اور لائبریری میں رکھنے کے لئے دی ہے۔ اور نیچے دستخط اپنے قلم سے کئے۔

مولویوں کی شرارت

اب مولویوں نے لڑکوں کو بکواس کرنے کے لئے تیار کر لیا ہے۔ اور وہ ہمارے آدمیوں کو آتے جاتے دیکھ کر کچھ بولتے اور بکتے ہیں۔ مگر چونکہ ہماری سمجھ میں کچھ نہیں آتا۔ اس لئے کچھ بُرا بھی نہیں لگتا۔ اور اگر بُرا لگے بھی تو موجب ثواب ہے۔ خدا کی راہ میں ایسی باتیں سننی پڑتی ہیں۔

ہوٹل کا بل ہوٹل والوں کا بل آیا۔ جس میں آج دوپہر کا تمام کھانا ہمارے ذمے ڈالا گیا ہے۔ وجہ یہ کہ منیجر کہتا ہے۔ ہجوم اور لوگوں کی کثرت کی وجہ سے میرا کھانا بک نہیں سکا۔ اتنے شیشے لوگوں نے توڑ دیئے ہیں۔ اتنی کرسیاں خراب ہو گئی ہیں۔ دروازہ توڑ دیا ہے۔ ۲۳ پونڈ کا بل ہے

ایک اخبار کا فوٹو گرافر ۵ بجے کے بعد ایک اخبار کی طرف سے حضور کا فوٹو لینے کے لئے ایک فوٹو گرافر آیا۔ جس نے اوّل حضرت صاحب کا اکیلا فوٹو لیا۔ پھر خدام کے ساتھ بھی لیا۔ حضرت صاحب کے کئی فوٹو لئے۔ بیٹھے ہوئے۔ کھڑے ہوئے۔ اور خدام کے ساتھ۔ اور پھر کچھ سلسلہ کے حالات حضرت صاحب سے لکھوائے

انبوہ کثیر اس وقت ½ ۵ بجے ہیں۔ حافظ صاحب باہر کے کمرے میں تبلیغ کر رہے ہیں۔ حضرت صاحب ایڈیٹران عمران کو بعض حالات لکھا رہے ہیں۔ اور حضرت کے کمرے اور منارہ بیضاء کے درمیان بازار کے چوک میں اس وقت کم از کم ۵۰۰ آدمی جمع ہیں۔ جو اس بات کے انتظار میں ہیں۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح کو نازل ہوتے دیکھیں۔ عجیب ہی نظارہ ہے۔ جو ہندوستان میں کبھی نظر نہیں آیا۔ جس طرح اوپر تبلیغ ہو رہی ہے۔ اسی طرح نیچے بازار میں ٹولیاں کھڑی موافقت اور مخالفت میں بحث کر رہی ہیں۔ بازار والوں میں چرچا ہے۔ جدھر بھی ہم جاتے ہیں۔ لوگ خاص نظروں سے دیکھتے ہیں۔ اور پوچھتے ہیں۔ کیا تم مہدی کے رفقاء میں سے ہو ایک آگ ہے۔ جو سارے دمشق میں ایک سرے سے دوسرے سرے تک لوگوں میں لگ چکی ہے۔ کوئی مخالفت میں جل رہا ہے۔ کوئی موافقت میں منور ہو رہا ہے۔ شام کا وقت ہو چکا ہے۔ اور لوگ اسی طرح جمع ہیں ؛

لا کالج کے طلباء کی حضرت صاحب سے ملاقات حضرت صاحب کے پاس اسوقت لا کالج کے طلباء حاضر ہیں اور سوالات کر رہے ہیں۔ حضور بہت محبت اور نرمی سے جواب دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کرے کہ ان کے دل نور ایمان سے منور ہو جائیں۔ اب جو لوگ حضور کو ملنے آتے ہیں۔ ان کو اوّل پولیس سے اجازت حاصل کرنی پڑتی ہے۔ پولیس کی اجازت اور پاس کے بغیر کوئی شخص ہوٹل میں داخل نہیں ہو سکتا۔ باوجود اس قدر مشکلات اور روکاوٹوں کے لوگ اس کثرت سے آ رہے ہیں۔ کہ ملاقات کی باری بھی نہیں آتی۔ اور مکان میں جگہ بھی نہیں رہی۔ کالجیٹ نوجوان بہت ہی اچھے سوالات کر رہے ہیں۔ اور حضور جواب دیتے ہیں۔ تو سن کر خوش ہو جاتے ہیں۔ جھگڑا اور اصرار نہیں کرتے۔ اب ایک سوال ایک لڑکے نے ایسا کیا ہے۔ جس کے متعلق اس نے کہا کہ میں نے ہر ایک مذہب و ملت کے علماء سے کیا ہے۔ مسلمان علماء بھی اس کا جواب نہیں دے سکے۔ سوال کا خلاصہ یہ ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کو علم ہے کہ انسان دنیا میں آ کر گناہ کرے گا۔ بدکاری کرے گا [illegible] اور دوسری طرف اللہ تعالیٰ کی صفات میں سے ایک صفت رحم کی بھی ہے۔ تو پھر انسان کو پیدا ہی کیوں کیا۔ اور اگر پیدا کیا۔ تو سزا کیوں دیتا ہے۔ حضرت صاحب نے جواب دیا اور مفصل [illegible] اور سمجھا سمجھا کر دیا۔ حتّٰی کہ وہ لڑکا اور اس کے ساتھی سب خوش ہو گئے۔ اور کہہ دیا کہ تسلی ہو گئی ہے۔ اور میرا شبہ اس جواب سے صاف ہو گیا ہے۔ اسکے ساتھیوں نے بھی بعض سوالات کئے۔ جن کے جوابات دیئے گئے۔ اور وہ بھی تسلی پا کر خوش خوش حضور سے رخصت ہوئے۔ ایڈریس دے گئے۔ اور حضرت صاحب کا ایڈریس لے گئے ہیں۔

لوگوں کا شوق و ذوق رات کے ۹ بجے کا وقت ہے۔ لوگوں کا شوق ابھی تک ختم نہیں ہوا ہجوم بازار میں برابر موجود ہے۔ ملاقاتوں کی آمد میں اب کمی ہو گئی ہے۔ مگر رقعات آ رہے ہیں۔ کہ خدا کے واسطے ہمیں ضرور موقع دیا جائے۔ اور نہیں تو صرف مصافحہ ہی سہی۔ اور ایک صاحب نے اپنے اور دوسرے لوگوں کے متعلق لکھا ہے۔ کہ آپ بلائیں یا نہ بلائیں۔ ہم لوگ آپ کے خادم ہیں۔ بعض طلباء کے خطوط آئے ہیں۔ کہ خدا کے لئے ہمیں موقع دیں۔ اور محروم نہ رکھیں۔ بعض نے لکھا ہے کہ ہم اپنے آپ کو غلاموں کے طور پر پیش کرتے ہیں۔ اور ہم ساتھ جانے کو تیار ہیں۔ ہمیں خدام کے طور پر رکھ لیں سلسلہ ملاقات ابھی تک جاری ہے۔ بعض لوگ ابھی آ رہے ہیں۔ جن صاحب نے صرف مصافحہ کی درخواست کی تھی۔ وہ بھی پہونچ گئے ہیں۔ اور در واقع ہیں مخلص ہیں ؛

اخبارات کی فروختگی فتی العرب اور الف باء دونوں نے آج بھی مضامین شائع کئے ہیں۔ بازار میں آج کے تازہ پرچوں کی تلاش کرنے کے لئے گیا۔ تو معلوم ہوا۔ کہ پرچے ختم بھی ہو چکے ہیں۔ آج پرچوں کی اس قدر مانگ تھی۔ کہ ہاتھوں ہاتھ بک گئے۔ بعض پرچے تو ہمیں ملے بھی نہیں۔ لوگ پرچے بیچنے والے بھی حیران تھے۔ کہ آج بات کیا ہے۔ اخبارات والے آج فوٹو بھی لے گئے ہیں۔

روانگی کے وقت تک مشغولیت لوگ کل صبح کی روانگی سن کر بہت افسوس کر رہے ہیں۔ کہ بہت تھوڑا وقت ہم لوگوں کو ملاقات کا دیا گیا ہے۔ بعض کو تو موقعہ ہی نہیں ملا۔ آج خبریں سنکر آئے۔ مگر پولیس نے روک دیا۔ ایک پارٹی اب تک کہ ½ ۱۰ بج چکے ہیں۔ بیٹھی حضرت صاحب سے باتیں سن رہی ہے پہلے گلے کی تکلیف کی وجہ سے حضرت نے ان کو شیخ صاحب مصری کے سپرد کیا تھا۔ پھر خود ہی گفتگو کرنے لگے۔ اور مسئلہ نبوت اور صداقت مسیح موعود پر ذکر فرماتے رہے۔ گیارہ بج چکے ہیں۔ اور ابھی حضور پہلے وفد سے فارغ نہیں ہوئے۔ ایک اور وفد آ گیا ہے۔ جس میں ایک صاحب شکاگو کے ایم۔ اے ہیں۔ اور شکاگو امریکہ میں ایک عرصہ رہ چکے ہیں۔ حضرت صاحب کے لئے کھانا شام سے رکھا ہے۔ مگر فرصت ہو تو کھائیں۔ ہوٹل والے بھی حیران ہیں۔ کہ یہ کیسا انسان ہے۔ دن اور رات بولتا ہے۔ اور تھکتا نہیں۔ ہمارے حلبی ایڈیٹر صاحب کو تو حضرت صاحب پر خاص طور پر رحم آتا ہے۔ پونے بارہ بج چکے ہیں۔ اب بھی نماز کی وجہ سے لوگوں کو اٹھایا ہے اور خود اٹھایا ہے۔ تاکہ نماز کا وقت جاتا نہ رہے۔ ورنہ وہ لوگ نہ اٹھتے تھے۔ اور نہ اٹھنا چاہتے تھے۔ تعجب اور حیرت کی بات ہے۔ کہ یہ لوگ واقف نہیں۔ کوئی جان پہچان نہیں۔ بالکل اجنبی ہیں مگر اس طرح سے گرتے ہیں۔ جیسے شمع پر پروانہ مقناطیسی جذب ہے لوگ کھنچے چلے آتے ہیں۔ پھر اٹھنا نہیں چاہتے۔ یہ محض خدا کے فضل کی بات ہے۔ اس نے ایسا فضل کیا۔ کہ سارے شام میں تبلیغ ہو گئی۔ اور آئندہ کے لئے راستے کھل گئے ہیں۔ مدیر حلبی تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایسے گرویدہ ہوئے ہیں۔ کہ اب بیروت تک ساتھ جانے کے لئے تیار ہو گئے ہیں۔ غرض فضل الٰہی نے بڑی نصرت اور تائید فرمائی۔ اور ملک شام میں حضرت صاحب کا وہ الہام پورا ہوتا نظر آتا ہے۔ کہ ابدال شام تیرے واسطے دعائیں کریں گے ؛

ہافاس ایجنسی ہافاس ایجنسی نے بھی معلومات حاصل کر لیے ہیں۔ اور فوٹو کا انتظام کیا ہے۔ ہافاس ایجنسی نصف دنیا میں خبریں بھیجتی ہے۔ بلکہ زیادہ حصہ میں ایشیا کوچک کے لوگ خدا نے بھیجے۔ حلب کے لوگ آئے۔ حمص کے لوگ ملے۔ ایرانی بھی آ پہونچے۔ غرض دور دراز اللہ تعالیٰ نے تبلیغ پہونچا دی ہے۔ ہافاس ایجنسی کی تاروں سے دنیا کے قریباً ہر قسم کے لوگوں میں حالات سلسلہ پہونچیں گے۔ اس طرح سے خدا کی مسیح موعود کے متعلق وہ بات پوری ہوئی۔ کہ میں تیری تبلیغ کو دنیا کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔ ۱۲ بجے کے اوپر کچھ وقت گذر چکا ہے۔ اب حضرت صاحب کھانے کیلئے بیٹھے ہیں۔ اور ابھی تک لوگ آ رہے ہیں ؛

روانگی کے وقت ہجوم آج ۱۰ اگست صبح روانگی کیوقت بھی ہجوم ہو گیا۔ اور کثرت سے

لوگ جمع ہو گئے۔ تین سو کے قریب لوگ تھے۔ اور بہت ہی محبت کا اظہار کرتے تھے۔ حالانکہ صبح کا وقت ان شہروں میں لوگوں کے سونے کا ہوتا ہے۔ مگر پھر بھی اس قدر مجمع کا ہو جانا بہت بڑے شوق محبت اور عشق کی علامت ہے روانگی کے وقت لوگوں نے مع السلام مع السلام کہا۔ اور محبت سے رخصت کیا۔ دراصل ہماری طرف سے بڑی کوتاہی ہوئی۔ کہ یہ خیال کر لیا گیا۔ کہ لوگ فساد کی نیت سے آئے ہیں۔ حالانکہ وہ محض وفور محبت کی وجہ سے جمع ہوتے اور دروازے توڑ کر ہوٹل کے اندر گھسنا چاہتے تھے۔ کیا ہمارے جلسہ میں دروازے اور شیشے نہیں ٹوٹا کرتے۔ اگر ان کی طرف توجہ ہوتی۔ تو بہت ہی بڑا فائدہ ہوتا۔ مگر خیر احتیاط اسی میں تھی۔ جو کیا گیا۔ پولیس بھی خوف زدہ تھی۔ اسوجہ سے احتیاط کی گئی۔ اور بعض ملاں لوگ تھے۔ بعض لوگوں کو بھڑکاتے تھے۔ بعض بچے ناشائستہ حرکات بھی کرتے تھے۔ مگر علی العموم لوگ محبت و اشتیاق اور ولولۂ عشق ہی سے جمع ہوتے رہتے تھے۔

دمشق سے واپسی حلبی مدیر صاحب ہمرکاب سفر ہیں۔ برٹش قنصل یا حکومت کی طرف سے ایک خاص پولیس کا سپاہی حضرت صاحب کے ہمرکاب بیروت تک پہونچانے کے لئے متعین ہے۔ جو پولیس کی وردی میں ساتھ ہے۔ اور ہر قسم کی سہولت پہونچانے کی کوشش کرتا ہے۔ بعض سٹیشنوں پر لوگوں کو حضور کی تشریف آوری کا علم ہو گیا تھا۔ وہ شوق ملاقات کے لئے سٹیشن پر گاڑی کے گرد جمع ہو جاتے۔ بعض لوگوں کو حلبی ایڈیٹر صاحب اطلاع بھی کر دیتے اور اس طرح سے اس ساری لائن پر پورا پورا اعلان حضرت صاحب کی تشریف آوری کا ہو گیا۔ گاڑی ½۱۱ بجے ریاق اسٹیشن پر کھڑی ہے۔ ½۷ بجے دمشق سے روانہ ہوئی تھی۔ ریاق کوئی چھاونی معلوم ہوتی ہے۔

راستہ کے مناظر دمشق سے دو گھنٹہ کی راہ تک خشک اور ننگے پہاڑوں میں سے گاڑی گذرتی چلی آئی۔ مگر ساتھ ساتھ جہاں سے گاڑی آئی ہے۔ نہایت ہی سبزہ زار باغات اور پھل دار درخت تھے۔ مناظر بہت اچھے تھے۔ مگر صرف ایک لمبی وادی کی شکل میں پانی کے گذرگاہوں کے کنارے کنارے۔ باقی تمام پہاڑ ننگے۔ اور بالکل خشک تھے۔

پیداوار انار۔ سیب۔ آلو بخارا۔ نارنگی۔ انگور۔ انجیر شہتوت۔ وغیرہ۔ وغیرہ پھل کثرت سے پائے جاتے ہیں۔ گیہوں کے کھلیان تیار ہو رہے ہیں۔ چنے ابھی کھیتوں میں سبز ہیں۔ مکی کے بھٹے نکلے ہوئے ہیں۔ فلسطین میں کثرت سے یہودیوں کی آبادیاں تھیں۔ اور عربی لوگوں سے انہوں نے روپیہ دیکر اراضیات خرید لیں۔ اور اپنی نئی نئی آبادیاں بسا رہے ہیں۔

سٹیشنوں پر زائرین قریباً ہر سٹیشن پر بھی لوگ حضرت کی زیارت کرتے۔ اور حالات معلوم کرتے ہیں۔ حضور کا ہندوستانی لباس میں ہونا بھی لوگوں کے دلوں کو اپنی طرف کھینچتا ہوگا۔ مگر روحانی جذب کی سب باتیں ہیں۔ ورنہ اس طرح سے تو لوگ شاید بادشاہوں کو بھی دیکھنے نہ آتے ہونگے۔ بعض کے پاس اخبارات دمشق موجود ہیں۔ ان میں پڑھ کر ان کو حالات معلوم ہوئے۔ اور وہ شوق زیارت میں سٹیشن پر موجود ہیں۔ بعض کو دوسروں سے بعض کو ہمارے اپنے ساتھیوں سے۔ بعض کو حلبی مدیر صاحب سے۔ بعض کو سرکاری پولیس کی وجہ سے۔ اور بعض کو شائد سرکاری طور پر بھی علم دیا گیا ہوگا۔

گاڑی میں ایک نقص اس ریلوے کی گاڑی میں ایک بڑا نقص یہ ہے۔ کہ فرسٹ کلاس سے لے کر تھرڈ کلاس تک کسی میں بھی پاخانہ پیشاب کی جگہ نہیں رکھی گئی۔ تعجب کی بات ہے۔ پانچ گھنٹہ کا متواتر سفر اور ان ضروریات کے واسطے کوئی جگہ نہیں۔ غالباً ان لوگوں کو ضرورت ہی نہ پڑتی ہوگی۔ گاڑی کھڑی ہوئی اترے اور کھڑے کھڑے پیشاب کر لیا۔ ہم لوگوں کو تو سخت مشکل اور دقت کا سامنا ہوا ہے۔

پولیس مین دمشق کا پولیس مین ریاق کے سٹیشن سے بدل گیا۔ وہ تمام راستہ حضور کی گاڑی کے پائیدان پر کھڑا آیا تھا۔ ریاق سے دوسرا پولیس سارجنٹ اس خدمت پر مامور ہو کر ساتھ ہوا۔

بیروت پہنچنا گاڑی پونے پانچ شام بیروت پہنچی۔ سمندر کے کنارے کنارے گاڑی کی پٹڑی ہے۔ جہاز بھی کھڑے تھے۔ بہت ہی خوبصورت نظارہ تھا۔ کشتیاں اور جہازوں کی اس پورٹ پر بھی عجیب ہی چہل پہل ہے۔ اتوار کا دن ہونے کی وجہ سے سینکڑوں نوجوان لڑکے اور مرد تیراکی کے کرتب کھاتے پھرتے ہیں۔ اور بعض لوگ کشتیاں تیراتے اور دوڑاتے ہیں۔ ہماری گاڑی نے ہمیں ایک بازار میں اتار دیا۔ کوئی سٹیشن کی شکل و صورت نہ تھی۔ بازار کی دوکانیں ہیں۔ اور دوسری طرف سمندر درمیان سے ریل کی پٹڑی گذرتی ہے۔ اور اسی جگہ ختم ہو جاتی ہے۔

حضرت صاحب کی علالت حضرت صاحب کی طبیعت راستہ میں ہی خراب ہو گئی تھی اور اب جب کہ بیروت پہونچے ہیں۔ طبیعت بہت ہی خراب ہے۔ راستہ میں ڈاکٹر صاحب نے دوائی وغیرہ پلائی۔ حضور نے تکلیف کی شدت میں مولوی رحیم بخش صاحب کو بلوا کر حکم دیا کہ کوئی امریکن ڈاکٹر لاویں۔ عرفانی صاحب اور مولوی صاحب سارے شہر میں پھرے۔ مگر اتوار کی وجہ سے قریباً تمام ہی ڈاکٹر مع طلباء اور پریکٹس کرنے والے ڈاکٹر بھی اوپر کے پہاڑ پر سیر کے لئے گئے ہوئے ہیں۔ رات کو آدھ گھنٹے آخر ایک مسلمان ڈاکٹر کو جو ڈبلن کا ڈگری یافتہ ہے لائے۔ اس نے نسخہ دیا۔ مگر حضور نے فرمایا۔ کہ مسلمان اپنے فرض کو نہیں سمجھتے۔ جو تکلیف بتائی ہے۔ ادھر توجہ بھی نہیں کی۔ اور اپنی مرضی کی باتیں بتا کر چلا گیا ہے۔ اسی خیال سے امریکن ڈاکٹر بلوانے کو کہا تھا۔ کہ وہ لوگ اپنے فرض کو فرض سمجھ کر ادا کرتے ہیں۔ بیگار نہیں کاٹتے۔

یادِ دمشق ۱۱ر اگست ۱۹۲۴ء حضور کی طبیعت اب اللہ کے فضل سے اچھی ہو گئی اور دمشق کی تبلیغ اور لوگوں کے خود محبت اور عشق کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا۔ ایک صاحب سفید لباس میں آئے تھے۔ سنوسی فرقہ کے تھے۔ ان کو ملاقات کا موقعہ ہی نہ ملا۔ جس کا افسوس ہے۔ اسی طرح اکثر لوگ آئے۔ مگر ملاقات کا موقعہ نہ ملا۔ اور چلے گئے۔ پھر پولیس کا زور ہو گیا۔ بلا اجازت پولیس اندر آنے کی اجازت نہ رہی۔ تو لوگوں کو آنے میں مشکلات پیدا ہو گئیں۔ اور اکثر نہ آ سکے۔

میاں شریف احمد صاحب حضرت میاں شریف احمد صاحب نے دمشق میں قیام کے ایام میں بہت سے نوجوانوں کو اپنی محبت بھری گفتگو اور اعلیٰ طرز تبلیغ سے اپنا گرویدہ بنا لیا تھا۔

بیروت شہر کا ملاحظہ ۱۲ بجے حضور موٹر کے ذریعہ سے بیروت شہر دیکھنے کو تشریف لے گئے۔

حیفا کو روانگی حضور معہ خدام تین موٹروں کے ذریعہ بیروت سے حیفا کو روانہ ہوئے۔ نماز ظہر و عصر حضور نے راستہ کے ایک شہر میں ادا کی۔ آخر چلتے چلتے فرنچ سرحد پر پہونچے۔ جہاں پاسپورٹ دکھانے پڑے۔ وہاں سے فارغ ہو کر تھوڑی ہی دور برٹش گورنمنٹ کی سرحد تھی۔ وہاں بھی پاسپورٹ دکھائے گئے۔ بیروت سے لیکر حیفا تک تقریباً ۲۰۰ کلومیٹر کا فاصلہ ہے۔ سڑک سمندر کے بالکل کنارے کنارے گئی ہے۔ بہت ہی خوبصورت نظارہ تھا۔ مگر حضرت صاحب کی ناسازی طبع کی وجہ سے کوئی خوشی نہ ہوئی۔ اور یہ راستہ کتنا بھی مشکل ہو گیا۔ برٹش چوکی سے نکل کر ایک مقام آیا۔ جس کے متعلق موٹر ڈرائیور نے کہا۔ ھذا نبجہ فیہ عجم جوک۔ اسکی بات کو ہم نے سمجھا نہیں اور آگے نکل گئے۔

. . . .

. . . . موٹریں عکہ پہنچ کر کھڑی ہو گئیں۔
لوگوں سے پوچھا۔ کہ شوقی کا مکان کہاں ہے۔